ABSTRACT

Dr. Shabbir Ahmed Jamie

The punishment for apostasy is an established Islamic Tradition.

He writes,

All Muslim jurists agree that the apostate is to be punished. However, they differ regarding the punishment itself. The majority of them go for killing; meaning that an apostate is to be sentenced to death. Authentic Hadiths have been repo ed in this regard. Ibn `Abbas reported that the Prophet (peace and blessings be upon him) said, "Whoever changes his religion, you kill him." (Reported by all the group except Muslim, and at-Tabarani also reported it with a sound chain of narrators. Also recorded in Majma` Az-Zawa'id by Al-Haythamiy.) [43]

Al-Qaradawi states that if an apostate proclaims and openly calls for apostasy in speech or writing, then the punishment is the death penalty, otherwise, imprisonment till repenting.[20][44]

About people who are self-declared as Muslims but are suspected by the traditional Islamic scholars of committing what amounts to apostasy, for instance, by writing what could be interpreted as a result of disbelief in Islam or traditional interpretation of it, according to Al-Qaradawi who calls this "int :ectual apostasy" and refers to it as a "hypocrisy (which) is more dangerous than open disbelief", it is not the role of the Muslim Community, rather it is the role of scholars to respond to these types of ideas:

Intellectual apostasy is always propagated night and day. We feel its relentless and ruthless effects on our society. It needs a wide scale attack at the same level of strength and thinking. The positive religious obligation here is for Muslims to launch war against such a hidden enemy, to fight it with same weapon it uses in waging attack against the society. Here comes the role of erudite scholars who are well versed in Islamic Jurisprudence.

مُرتد اور اس کی سزا، اسلامی نقطۂ نظر

ڈاکٹر حافظ شبیر احمد جامعی ☆
حافظ عظمت علی ☆

حرف اول:

شرعی نصوص میں بیان ہونے والی سزاؤں میں ارتداد کی سزا غالباً موجودہ دور میں سب سے زیادہ زیر بحث آنے والی سزا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری سزاؤں کی طرح یہ سزا محض فروعی احکام کے دائرے تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ کفر و ایمان کے حوالے سے اسلام کے اصولی تصورات اور دنیا کے دیگر مذاہب کے بارے میں اس کے زاویہ نگاہ سے مربوط ہو جاتی ہے جو دور جدید میں سب سے زیادہ موضوع بحث بننے والے مباحث میں سے ایک ہے۔

قرآن مجید میں یہ بات جگہ جگہ واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں امتحان اور آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور اس مقصد کے لیے اسے حق کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں پوری آزادی بخشی ہے۔قرآن مجید کی روح سے ایمان کے معاملے میں اصل اعتبار انسان کے لیے اپنے ارادہ و اختیار کا ہے۔

ارادہ و اختیار کی یہ آزادی دنیا میں رشد و ہدایت کے باب میں اللہ تعالیٰ کی اسکیم کا بنیادی ضابطہ ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر و اکراہ اختیار نہیں فرمایا۔اسی آزادی کی بنا پر انسانوں کا مختلف مذہبی گروہوں میں تقسیم رہنا اللہ تعالیٰ کے قانون آزمائش کا ایک لازمی تقاضا ہے اور ان اختلافات کا حتمی فیصلہ خود اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ بات قرآن مجید نے بہت وضاحت سے بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کے ذمہ بس اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دینا ہے اور اس سے آگے کوئی ذمہ داری آپ ﷺ پر عائد نہیں ہوتی۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"من بدل دینه فاقتلوه" (جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے اسے قتل کر دو)

ان الفاظ میں واضح طور پر مرتد کو سزائے موت دینے کا حکم دیا ہے۔

مرتد کی تعریف، لغوی اعتبار سے:

ردۃ کا لغت میں معنی ہے کسی چیز کا دوسری چیز کی طرف لوٹنا، یہ کفر کی بدترین قسم ہے اور اس کا حکم سب سے زیادہ سخت ہے۔ علامہ زبیدی لکھتے ہیں ردت ارتداد کا اسم ہے، ارتد کا معنی ہے تحول یعنی پھر گیا اسی لفظ سے اسلام سے مرتد ہونا بنا ہے، کسی کو مرتد اس وقت کہتے ہیں جب وہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور اسلام یا دین اختیار کر لے (۱)۔

☆ استاذ شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
☆ اسکالر، ایم۔ اے علوم اسلامیہ۔

اصطلاحی اعتبار سے:

اصطلاحِ شرع میں مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کرے، خواہ اس کا کفر کو اختیار کرنا نیت سے ہو یا کسی کفریہ فعل یا کفریہ قول سے ہو اور عام ازیں کہ اس کا یہ قول استہزأء ہو یا عناداً ہو یا اعتقاداً۔

اس تعریف کے اعتبار سے جو شخص وجود باری تعالیٰ کا انکار کرے یا رسولوں کی نفی کرے یا کسی رسول کی تکذیب کرے، مثلاً محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا انکار کرے یا آپ ﷺ کی بعث کے بعد کسی اور اصلی باظلی، حقیقی یا امتی نبی کی پیدائش کو جائز اور واقع مان کر آپ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرے یا آپ ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو مسلمان مانے۔ ایسے تمام افراد مرتد ہیں۔

اس طرح جو شخص حرام قطعی مثلاً زنا، شراب (خمر) نوشی، قتل، چوری اور ڈاکے وغیرہ کو حلال جانے وہ مرتد ہے۔ جو چیز اجماعاً حلال ہے اس کا انکار بھی ارتداد ہے۔ مثلاً کوئی شخص بیع اور نکاح کے حلال ہونے کا انکار کرے۔ اسی طرح بغیر دلیل شرعی کے محض اپنی رائے سے کسی چیز کو فرض قطعی قرار دینا بھی ارتداد ہے مثلاً کوئی شخص نماز میں کسی رکعت کا اضافہ کر کے اس کو فرض قرار دے یا کہے کہ دن میں چھ نمازیں فرض ہیں یا کہے کہ شوال کے روزے فرض ہیں۔

ایسے الفاظ جنہیں بولنے سے کفر لازم آتا ہے:

دین اسلام کے متعلق اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق انبیاء ورسل، قرآن مجید اور نماز، روزہ کے متعلق ایسے الفاظ کہ جنہیں بولا جائے تو کفر لازم آتا ہے اور ایسے ہی علم وعلماء کے متعلق بھی ایسے الفاظ ہیں جن کو بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ان الفاظ کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے لیکن میں اپنے اس مضمون میں صرف ان چند ایک کو زینت قرطاس بناؤں گا جن کو میں نے ضروری سمجھا۔ (۲)

اسلام کے متعلق کفریہ الفاظ:

جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا کہ میں ایماندار ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تو وہ کافر ہے لیکن اگر اس نے یہ مراد بیان کی کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ دنیا سے ایمان کے ساتھ نکلوں گا تو ایسی صورت میں اس کے کافر ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ جس شخص نے قرآن مجید یعنی کلام اللہ کی نسبت کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے تو وہ کافر ہے اور جس نے ایمان مخلوق ہونے کو کہا وہ بھی کافر ہے اور جس نے اعتقاد کیا کہ ایمان وکفر ایک ہے تو وہ کافر ہے اور جو ایمان سے راضی نہ ہوا وہ کافر ہے اور جس شخص نے کہا کہ میں صفت اسلام نہیں جانتا یعنی اسلام کیا ہے اور اس کا اعتقاد کیا ہے اور کیونکر ہے تو وہ کافر ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے یہ مسئلہ بہت مبالغہ کے ساتھ ذکر فرمایا اور کہا ہے کہ ایسے شخص کا نہ کچھ دین ہے اور نہ نماز ہے اور نہ روزہ اور نہ کوئی اطاعت اور نہ نکاح اور اس کی اولاد سب زنا ہوگی۔ (۳)

ایک نصرانی مسلمان ہو گیا پھر اس کا مالدار باپ مر گیا پس اس نے کہا کہ کاش میں اس وقت تک مسلمان نہ ہوا ہوتا کہ اس کا مال میراث لیتا تو اس کے کافر ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ (۴)

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق کفریہ الفاظ:

اگر کسی شخص نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہیں ہے یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام سے تمسخر کیا یا اس کے اوامر میں سے کسی امر یعنی حکم سے تمسخر کیا یا اس کے وعدہ ثواب یا عتاب وعقاب کا انکار کیا یا اس کا کوئی شریک گردانا یا فرزند یا بیوی قرار دی یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی ناقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔(۵)

اگر کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کو منسوب بجور کیا مثلاً کہا کہ ظالم ہے تو وہ کفر کا مرتکب ہوا۔(۶)

انبیاء کے متعلق کفریہ الفاظ:

واضح ہو کہ جس نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں سے بعض کا اقرار نہ کیا یا سنن مرسلین میں سے کسی سنت کو ناپسند کیا تو وہ کافر ہوگا اور ختم نبوت کا انکار بھی کفر ہے۔

اکراہ الاصل میں مذکور ہے کہ اگر کسی پر اکراہ کیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ کو شتم کرے پس اس نے کہا حالانکہ تو اس میں تین صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ کہتا ہے کہ میرے دل میں کچھ نہیں گزرا میں نے محمد کا شتم کیا جیسے اکراہ کرنے والوں نے مجھ سے چاہا تھا حالانکہ میں اس پر راضی نہیں ہوں تو ایسی صورت میں اس کی تکفیر نہ کی جائے گی جیسے کوئی شخص کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا پس اس نے کہا حالانکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے تو وہ کافر نہ ہوا۔ دوم یہ کہ وہ کہتا ہے کہ میری نیت اس وقت ایک نصرانی محمد نام تھا پس میں نے اس کو شتم کیا تو اس صورت میں بھی اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اور سوم یہ ہے کہ اس نے کہا کہ میرے دل میں ایک شخص نصرانی محمد نام کا خیال آیا مگر میں نے اس کو شتم نہیں کیا بلکہ محمد ﷺ کو شتم کیا تو اس صورت میں وہ قضاءً و دیانتاً تکفیر کیا جائے گا اور جس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ مجنوں ہو گئے تھے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔(شتم بمعنی گالی دینا اور برا کہنا)(۷)

قرآن کے متعلق کفریہ الفاظ:

جو شخص قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہے اور جس نے آیت قرآن میں سے کسی آیت کا انکار کیا یا اس سے تمسخر(مذاق) کیا یا کوئی عیب لگایا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔(۸)

نماز، روزہ اور زکواۃ کے متعلق کفریہ الفاظ:

کسی نے ایک بیمار سے کہا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب دیا کہ کبھی نہیں پڑھوں گا پھر اس نے نہ پڑھی یہاں تک کہ مر گیا تو کہا جائے گا کہ کافر مرا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ نہیں پڑھوں گا تو اس میں احتمال چار صورتوں کا ہے اول یہ کہ نہیں پڑھوں گا کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں دوم یہ کہ تیرے حکم سے نہیں پڑھوں گا از راہ فسق ومجانت (دلیری وبیباکی اور نڈرپن) کے تو یہ تینوں صورتیں کفر نہیں ہیں اور چہارم یہ کہ نہیں پڑھوں گا اس واسطے کہ نماز مجھ پر واجب نہیں ہے اور میں اس کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے

گی۔ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس حاجت کے واسطے آ و نماز پڑھیں پس اس نے کہا میں نے بہت نماز پڑھی میری کوئی نماز نہیں بر آئی اور یہ بطور استخفاف وطنز کے کہا تو کافر ہو جائے گا اور اگر کہا کہ بے نمازی کیا اچھا کام ہے تو یہ کفر ہے۔ایک شخص فقط رمضان بھر پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہی بہت ہے یا کہا ہے کہ اسی قدر زبڑھ جاتی ہے اس واسطے کہ رمضان کی ہر نماز مساوی ہے ستر نمازوں کے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔اگر کسی نے عمداً قبلہ رخ کے سوائے دوسرے رخ ہو کر نماز پڑھی مگر اتفاقاً یہی رخ قبلے کا نکلا تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وہ کافر ہے اور اسی کو فقیہ ابواللیث نے اختیار کیا ہے اور اس طرح اگر بغیر طہارت کے پڑھی یا نجس کپڑے سے پڑھی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عمداً بغیر وضو پڑھی تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔کسی شخص سے کہا گیا کہ زکوٰۃ ادا کر پس اس نے کہا کہ میں نہیں ادا کروں گا تو تکفیر کی جائے گی مگر بعض نے کہا کہ مطلقاً اور بعض نے کہا کہ اموال باطنہ جن کی زکوٰۃ وہ خود پوشیدہ ادا کرتا ہے ان میں تکفیر نہیں کیا جائے گا اور اموال ظاہرہ کی زکواۃ کہ جن کو سلطان یا والی وصول کرتا ہے ان میں ایسا کلمہ کہنے سے تکفیر کیا جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ کاش رمضان کے روزے فرض نہ ہوتے تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح وہی ہے جو شیخ ابوبکر محمد بن الفضل سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ اس کی منت پر ہے چنانچہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ اس نے ایسا لفظ اس وجہ سے کہا کہ وہ حقوق رمضان ادا نہیں کر سکتا تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی اور اگر ماہ رمضان آنے کے وقت اس نے کہا کہ ''آمدان ماہ گردان'' یعنی وہ بھاری مہینہ آیا یا کہا کہ ''آمدان ضعیف تفصیل'' یعنی وہ مہمان آیا جو خاطر پر گراں ہو جاتا ہے تو تکفیر کیا جائے گا۔(۹)

یہ تھے چند ایک وہ الفاظ جن کے بولنے سے تکفیر کی جاتی ہے۔

مذکورہ اقوال وعقائد کی وجہ سے کافر قرار پانے والے شخص کا حکم:

اسے اولاً توبہ کرنے کا کہا جائے، اگر اپنے قول وعقیدہ سے توبہ کرلے تو بہتر، ورنہ اسے قتل کر دیا جائے اور موت کے بعد اس کا حکم مرتد والا ہے۔علماء فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین اور سب وشتم کا مرتکب فوراً قتل کر دیا جائے، اسے توبہ کے لئے بھی نہ کہا جائے'' جبکہ چند دیگر علماء کے نزدیک اس کو توبہ کے لیے کہا جائے، توبہ کرلے تو قبول کی جائے نیز وہ دوبارہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار کرے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی کا طلبگار بنے اور سچی توبہ کرے۔(۱۰)

ارتداد کی شرائط:

ارتداد کے تحقق کے لئے پہلی اتفاقی شرط ''عقل'' ہے۔اس لئے پاغل اور ناسمجھ بچہ پر مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور جو شخص ''نشہ'' میں از خود رفتہ ہو فقہاء احناف کے نزدیک اس پر بھی ارتداد کا حکم استحساناً صحیح نہیں ہے، کیونکہ ارتداد کا تعلق قصد اور اعتقاد کے ساتھ ہے اور جس شخص کی نشہ کی وجہ سے عقل زائل ہو چکی ہو اس پر اس حال میں ارتداد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو نیند میں ہو اور نیز وہ غیر مکلف ہے پس مجنوں کی طرح اس پر بھی مرتد کا حکم عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱۱)

مرتد کی سزا قتل ہے:

علامہ موفق الدین ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''من بدل دینه فاقتلوه'' (۱۲) ''جو شخص اپنا دین اسلام تبدیل کرے اُس کو قتل کر دو'' اور تمام اہل علم کا قتل مرتد پر اجماع ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاذ، حضرت ابوموسی، حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنھم وغیرہم سے مرتد کو قتل کرنے کا حکم مروی ہے اور اس کا انکار نہیں کیا گیا پس اس پر اجماع ہو گیا (۱۳)۔

مرتد پر اسلام پیش کرنا:

امام محمد علیہ الرحمۃ نے اپنی ''موطا'' میں شمس الائمہ سرخسی نے ''المبسوط'' میں، علامہ برھان الدین المرغانی نے ''ھدایہ'' میں، امام ابن تیمیہؒ نے ''منتقی الاخبار'' میں اور صاحب ''فتاوی عالمگیری'' نے تمام اہل علم کے اتفاق سے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے اور ان شکوک اور شبہات کو دور کیا جائے جن کی بناء پر وہ مسلمان مرتد ہوا ہے۔ اس لئے کہ شاید وہ (مرتد) اسلام قبول کر لے تاہم ایسا کرنا مستحب ہے امر وجوبی نہیں ہے بایں وجہ کہ مرتد ہونے سے پہلے اسلام کی دعوت اسے پہنچ چکی ہے لیکن پھر بھی اسے دوبارہ قبول اسلام کا موقع دیا جائے۔ اس لیے کہ قرآن مجید کی آیت ہے کہ

''ان الذین امنو ثم کفرو ثم امنو ثم کفروا ثم ازدادوا اکفرا''۔ (۱۴)

(بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا پھر وہ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا اور پھر کفر میں بڑھتے گئے) مذکورہ آیت قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد کو قبول اسلام کا موقع دیا جائے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اسی نوعیت کی روایت سیدنا عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ آپؓ کی خدمت میں لشکر اسلام میں سے ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے انوکھی خبر دریافت کی۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کر لیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا پھر تم نے اس سے کیا سلوک رکھا اس نے عرض کیا ہم نے اسے پکڑا اور اس کی گردن کاٹ دی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا تم نے پکڑ کر کسی گھر میں تین دن تک قید کیوں نہ کیا؟ اور اسے بقدر کھانا کھلاتے اور اس کو توبہ کی طرف مائل کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اسلام کی طرف لوٹ آتا پھر فرمایا یا اللہ میں نے قتل کا حکم نہیں دیا تھا نہ میں وہاں تھا اور نہ ہی میں اس بات سے خوش ہوں۔ (۱۵)

البدائع والصنائع میں مذکور ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو فبھا ورنہ مسلمان حاکم اس کے بارے میں غور کرے۔ اگر مسلمان حکمران یہ خواہش کرے کہ وہ (مرتد) توبہ کر لے یا مہلت کی درخواست کرے۔ مہلت کی درخواست کرنے پر اسے (مرتد کو) تین دین کی مہلت دی جائے۔ اگر مسلمان حاکم کو مرتد کی توبہ کی امید نہ ہو اور مرتد نے بھی مہلت کی درخواست نہیں کی تو اس صورت میں مسلمان حاکم کو چاہیے کہ وہ اسے اسی وقت قتل کر دے۔ اگر اس نے کسی شبہ کی بنا پر ارتداد کا عمل کیا تو تین مرتبہ توبہ کی ترغیب دینا زوال

شبہ اور قبول اسلام کا ذریعہ ہے۔اگر مرتد کوتوبہ کی ترغیب سے پہلے کسی نے قتل کر دیا تو اس کا یہ عمل مکروہ متصور ہوگا۔تاہم مرتد کے قاتل پر کوئی سزا عائد نہ ہوگی کیونکہ مرتد ہونے سے اس کی معصومیت (جان کا تحفظ) زائل ہو چکی ہے(۱۶)۔

مرتد کی توبہ کی صورت:

مرتد کی توبہ یہ ہے کہ وہ توحید ورسالت کی گواہی دے یعنی **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد رسول اللہ** کہے۔اگر دور حاضر کے پُرفتن ماحول پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تعلیمات اسلامیہ کا فقدان ،دین حق سے دوری ،مستشرقین ومستغربین کے شکوک وشبھات ،دنیوی اسائش کی آر میں عیسائیت کی تعلیم ،مشاجرات صحابہؓ کے ضمن میں رافضیت وخارجیت کی صحابہ کرام سے منافرانہ مہم ،قرآن وحدیث کی آڑ میں غیر مقلدین کی چیرہ دستیاں اوراجماع صحابہ واجماع امت سے انکار کی جرأت مندانہ کوشش ،یہ اوراس نوعیت کی دیگر فتنہ انگیز سرگرمیاں ہرطرف سے اہل اسلام کوشکوک اورشبہات کی لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں۔اس لئے اہل اسلام کوصحیح دین پرقائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ فتنہ ارتداد کا دروازہ بند کر دیا جائے اور وہ صرف مسلح جہاد سے ممکن ہے(۱۷)۔

مرتد کوتین دن تک قید میں ڈالا جائے:

ویحبس ثلثة ایام فان اسلم و الا قتل وفی الجامع الصغیر المرتدیعرض علیه الاسلام حرا کان اوعبدا فان ابی قتل.(۱۸)

ترجمہ: اور(مرتد) کوتین دن تک قید کیا جائے گا پس اگر مسلمان ہو جائے تو (فبھا) وگرنہ اس کوقتل کر دیا جائے گا اور جامع صغیر میں ہے کہ مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام ہو پس اگر وہ انکار کر دے تو اس کوقتل کیا جائے گا''۔

مہلت پر مبنی امرِ استحبابی:

متن ہدایہ کی عبارت میں ''امام ابوحنیفہ'' اور''امام ابو یوسف'' کےحوالے سے یہ الفاظ مذکور ہیں کہ

(انه یستحب ان یوء جله ثلثة ایام طلب ذلک اولم یطلب)۔(۱۹)

''اس مرتد کوتین دن کی مہلت دینا مستحب ہے۔خواہ وہ مرتد مہلت طلب کرے یا نہ کرے۔

جبکہ''امام شافعیؒ'' فرماتے ہیں کہ مرتد کوتین دن کی مہلت دینا امام پر واجب ہے اورمہلت دینے سے پہلے اس کوقتل کرنا جائزنہیں۔

امام شافعی کی دلیل:

امام شافعی دلیل میں حضرت عمرؓ والی روایت پیش کرتے ہیں کہ''حضرت عمر فاروقؓ کے پاس مغرب سے ایک آدمی آیا تو

آپؓ نے اس سے مغرب کی خبر پوچھی تو اس نے کہا کہ ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کرلیا، آپؓ نے پوچھا پھر تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا ہم اس کے پاس گئے اور اس کو قتل کر دیا: آپؓ نے فرمایا تم نے اس کو تین دن کی مہلت کیوں نہیں دی؟ شاید وہ توبہ کر کے حق کو قبول کر لیتا، پھر آپؓ نے ہاتھ بلند کر کے کہا اے اللہ! میں اس موقع پر حاضر نہیں تھا اور میں اس خبر سے راضی نہیں ہوں۔" (۲۰)

اور امام شافعی عقلی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ بظاہر مسلمان کا مرتد ہونا کسی نہ کسی شبہ کی وجہ سے ہوگا لہذا اتنی مدت ضروری ہے کہ جس میں اس کے لیے غور کرنا ممکن ہو پس مقدر کرتے ہیں اس کو تین دن کے ساتھ۔

شیخین کے دلائل:

شیخین کے نزدیک مرتد کو تین دن کی مہلت دینا مستحب ہے۔ دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

"اقتلو المشرکین حیث وجدتموھم" (۲۱)

"مشرکوں کو قتل کر دو جہاں کہیں تم انہیں پاؤ"۔

اس آیت میں مہلت دینے کی قید نہیں ہے اور اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے کہ

"من بدل دینه فاقتلوه"۔ (۲۲) جو شخص اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو۔

عقلی دلیل:

یہ ہے کہ مرتد حربی کافر کی طرح ہے جسے دعوت اسلام پہنچ چکی ہے یعنی اسے محاسن اسلام کو قریب سے دیکھنے کا بخوبی علم ہے۔ اس لئے مرتد کو مہلت دیے بغیر فوراً قتل کیا جائے گا۔

لہذا مرتد کو تین دن کی مہلت دینا امام پر واجب نہیں ہے۔

اکثر اہل علم کا یہی قول ہے مثال کے طور پر۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عطاؒ، نخعیؒ، مالکؒ، ثوریؒ، اسحٰقؒ، اور اُوزاعیؒ، اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دینا مستحب ہے۔ حضرت علیؓ نے مرتد کو مہلت دینے کا حکم صادر کرنے کے بعد بطور استدلائل قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی۔ "ان الذین آمنو ثم کفروا ثم امنو" (۲۳)

مذکورہ دلائل سے واضح ہوا کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دینا مستحب ہے۔ (۲۴)

مرتد کو اسلام پیش کرنے سے پہلے قتل کرنا مکروہ ہے:

فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام علیه کره ولا شیئی علی القاتل .

ترجمہ: پس اگر مرتد کو اس پر اسلام پیش کئے جانے سے پہلے کسی قاتل نے قتل کر دیا تو مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں ہے۔

تشریح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے مرتد کو اسلام پیش کرنے سے قبل قتل کر دیا تو اس پر قصاص یا خون بہا یا تاوان لازم نہ آئے گا کیونکہ:

۱۔ کفر اختیار کرنے سے مرتد کا خون مباح ہو جاتا ہے۔

۲۔ بعد از بلوغ دعوت اسلام دوسری بار اسلام پیش کرنا واجب نہیں۔

البتہ ترک مستحب کے باعث قاتل کے فعل میں کراہیت پائی جاتی ہے اور کراہیت پر مبنی فعل نفاذ حد (قصاص، دیت، تاوان) کو مستلزم نہیں۔

زیر بحث صورت میں تین امور بیان کیے گئے ہیں:

۱۔ اسلام پیش کرنے سے قبل مرتد کا قتل قابل سزا نہیں۔

۲۔ کفر مُبیح قتل ہے۔

۳۔ دعوت اسلام دوبارہ واجب نہیں۔

۱۔ اسلام پیش کرنے سے قبل مرتد کا قتل قابل سزا نہیں:

اسلام دین حق ہے اور اس کے محاسن تسلیم شدہ ہیں۔ قیام عدل ہو یا بحالیِ امن کا مسئلہ اس کا حل صرف اور صرف اسلام میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

"ان الدین عنداللہ الاسلام"۔(۲۵) (اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے)

قرآن مجید کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح ہے کہ

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل عنہ۔(۲۶)

(اور جو شخص اسلام کے ماسوا کوئی دین اختیار کرتا ہے پس وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا)۔

چونکہ مرتد اسلام کی حقانیت وصداقت سے متاثر ہو کر پہلے اسلام قبول کر چکا ہوتا ہے۔ بعد ازاں شیطانی وساوس پر مبنی شبہات کا شکار ہو کر اسلام ترک کر کے کفر اختیار کرتا ہے اور اسلام کے ماسوا کوئی بھی دین ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے طرز زندگی کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کے دشمن شیطان کے وسوسوں پر مبنی طرز زندگی کو اختیار کرتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا باغی قرار پائے گا اور بغاوت ناقابل معافی جرم ہونے کے باعث سزائے موت کا موجب ہے۔

۲۔کفر مُبیح قتل ہے:

اسلام یا شعائر اسلام کی اہانت کا عمل ناقابل معافی جرم ہے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ومنتخب کردہ دین (اسلام) پر

شیطانی وساوس پرمبنی مذہب (کفر) کو پسند کرتا ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے انتخاب وپسند کو رد کردیا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ سے کھلم کھلا انحراف ہے جس نے ایسا کیا اس نے اپنی عصمت (تحفظ جان) کو ساقط کردیا۔اس لئے بوجہ کفر مرتد کا قتل اباحت (جواز) پرمبنی ہے۔ لہٰذا مرتد کے قاتل پر کوئی مواخذہ نہیں۔

۳۔مرتد کو دوبارہ دعوت اسلام دینا واجب نہیں:

ارتداد کے عمل سے قبل مرتد نے کسی بھی طریقہ سے اسلام قبول کیا یعنی مرتد کو عمل ارتداد سے قبل اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہے مستحب یہی ہے کہ اسے (مرتد کو) مہلت دینے کی صورت میں دوبارہ اسلام کی ترغیب دی جائے۔البتہ دوبارہ دعوت دینا واجب نہیں ۔مہلت پرمبنی وجوب واستحباب کے حوالے سے قبل ازیں بحث گزرچکی ہے۔الحاصل: کہ اگر کسی شخص نے مرتد کو دوبارہ دعوت اسلام دینے سے پہلے قتل کردیا تو اس سے مواخذہ نہیں ہوگا(۲۷)۔

قتل مرتد کا قرآن مجید سے ثبوت:

ا۔آیت مبارکہ:

> قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولى بأس شديد تقاتلونهم او يسلمون۔(۲۸)

ترجمہ: ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے آپ فرمادیجئے عنقریب تم ایک ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت جنگجو ہوگی تم ان سے لڑتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے''۔

اس آیت میں جس قوم کی طرف جنگ کی دعوت دی جانے کی خبر دی گئی ہے،علامہ آلوسی اس کے متعلق لکھتے ہیں:ابن منذر ،طبرانی اور زہری کی روایت کے مطابق یہ مسلیمہ کذاب کی قوم اہل یمامہ اور بنوحنیفہ ہیں(۲۹)۔

۲۔آیت مبارکہ:

> ''يا ايها الذين امنو من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونهم'' (۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہوجائے گا،تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گی''۔

عہد رسالت اور بعد کے مرتدین:

اس مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً فرمادیا ہے کہ جو شخص دین اسلام سے مرتد ہو جائے گا،اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔نبی کریم ﷺ کے عہد میں بھی کچھ لوگ مرتد ہوئے اور کچھ آپ ﷺ کے بعد مرتد ہوئے۔علامہ زمخشری متوفی ۵۲۸ھ لکھتے ہیں۔مرتدین کے گیارہ فرقے تھے،تین رسول ﷺ کے عہد میں تھے۔

پہلا فرقہ:

پہلا فرقہ بنو مدلج تھا ان کا رئیس ذوالخمار تھا اور یہی اسود عنسی تھا یہ شخص کاہن تھا۔ اس کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا۔

دوسرا فرقہ:

دوسرا فرقہ بنو حنیفہ ہے۔ یہ مسلیمہ کی قوم تھی۔ اس نے نبوت کا دعوی کیا اور رسول ﷺ کی طرف مکتوب لکھا ''از مسلیمہ کذاب رسول اللہ برائے محمد رسول اللہ ﷺ'' بعد ازیں یہ کہنا ہے کہ یہ زمین آدھی میری ہے اور آدھی آپ کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب دیا ''از محمد رسول اللہ برائے مسلمہ کذاب'' بعد ازیں یہ کہنا ہے کہ تمام زمین اللہ کی ملکیت ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے، اور نیک انجام متقین کے لیے ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کے ساتھ اس سے جنگ کی اور یہ حضرت حمزہؓ کے قاتل حضرت وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

حضرت وحشی کہتے تھے کہ میں نے اپنی جاہلیت کے زمانہ میں سب سے نیک شخص (حضرت امیر حمزہؓ) کو قتل کیا اور اپنے اسلام کے زمانہ میں سب سے بدتر شخص (مسیلمہ کذاب) کو قتل کیا۔

تیسرا فرقہ:

تیسرا فرقہ بنو اسد تھا، یہ طلیحہ بن خویلد کی قوم تھی اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے جنگ کے لیے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا، یہ شکست کھانے کے بعد شام بھاگ گیا، پھر مسلمان ہوگیا اور اس نے نیک عمل کئے۔ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مرتدین کے سات فرقے تھے:

۱۔ عیینہ بن حصن کی قوم فزارہ
۲۔ قرہ بن قشیری کی قوم غطفان
۳۔ فجاء بن عبد یالیل کی قوم بنو سلیم
۴۔ مالک بن نویرہ کی قوم بنو یربوع
۵۔ سجاح بنت المنذر
۶۔ اشعث بن قیس کی قوم کندہ
۷۔ حطیم بن زید بن بکر بن وائل، کی قوم یہ بحرین میں تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھوں ان ساتوں مرتد فرقوں کا مکمل استیصال کرادیا اور حضرت عمرؓ کے دور میں ایک شخص مرتد ہوا تھا، یہ غسان کی قوم کا جبلہ بن ایہم تھا (۳۱)۔

۳۔ آیت مبارکہ:

ان الذین آمنو ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللّٰہ لیغفرلھم ولا لیھدیھم سبیلاً ٥ (۳۲)

مُرتد اور اس کی سزا

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھتے گئے کفر میں اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دے گا"۔

جو لوگ اتنے ڈھلمل یقین ہوں کہ اسلام کی کوئی کامیابی دیکھی تو مسلمان ہو گئے ذرا شدت کا زمانہ آیا تو جھٹ کفر اختیار کر لیا۔ پھر کوئی معجزہ دیکھا یا مسلمانوں کے غالب آنے کے آثار نمایاں ہوئے تو پھر اسلام قبول کر لیا پھر کسی شیطان نے وسوسہ ڈالا یا مسلمان کسی آزمائش میں مبتلا ہو گئے تو اسلام سے رشتہ توڑ کر کفر سے ناطہ جوڑ لیا۔ ایسے مجرم ناقابل عفو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے مرتد کے لئے ہدایت کی راہیں نہیں کھولے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا! مرتد سے تین بار توبہ کرائی جائے۔ یہ انہوں نے اس آیت سے اخذ کیا ہے۔(۳۳)

۴۔ آیت مبارکہ:

كيف يهدى الله قوما كفروا بعد ايما نهم وشهدو ان الرسول حق وجاء هم البينت ط والله لا يهدالقوم الظلمين o(۳۴)

ترجمہ: کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لے آنے کے بعد اور گواہی دی کہ رسول حق ہے اور ان کے پاس دلائل آئے۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا"۔

ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت وہ ہمیشہ اسی پھٹکار میں رہیں گے ان سے عذاب خفیف نہیں کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جو اس کے بعد تائب ہو گئے اور نیک کام کئے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر کفر میں زیادہ ہو گئے ان کی توبہ کبھی قبول نہ ہو گی یہ لوگ گمراہ ہیں۔

ابن جریر نے اپنی اسناد کے ساتھ عکرمہ کے ذریعے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری آدمی مسلمان ہو گیا پھر مرتد ہو گیا اور شرک کو مخفی رکھا پھر نادم ہوا اور اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجو کہ میرے لئے توبہ ہے؟ اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی اس کی قوم نے اسے پیغام بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا۔(۳۵)

۵۔ آیت مبارکہ:

يـاايهـاالـذيـن آمـنـوا ان تـطيـعـوا فـريـقـاً مـن الـذيـن اوتـوا الكتاب يردوكم بعد ايمانكم كفرين o (۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا دیں گے"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مؤمن بندوں کو اہل کتاب کی اطاعت سے منع فرمایا ہے۔ جو مومنوں پر اللہ تعالیٰ

کے فضل وکرم اور ان کی طرف رسول بھیج کر ان پر انعام کرنے پر حسد کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ شاس بن قیس یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے انصار کو باہم اکٹھے شیر وشکر دیکھا تو ان کو گزرے ہوئے زمانہ میں ان کی باہم جنگیں یاد دلائیں تو وہ پھر آپس میں جنگ پر آمادہ ہوگئے پھر ان کے پاس سید عالم ﷺ تشریف لائے اور انہیں نصیحت فرمائی تو انہیں معلوم ہوگیا کہ مذکورہ اشتعال شیطان نے دلایا ہے پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور حضور ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے واپس چلے گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (۳۷)

۶۔آیت مبارکہ:

ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینه فیمت وهو کافر فالئک حبطت اعمالهم فی الدنیا و الاخرة ج واولئک اصحب النار هم فیها خلدون o (۳۸)

ترجمہ: اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے وہ لوگ یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر انہیں یہ طاقت ہو اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھیرے پھر وہ مر جائے۔ حالت کفر پر تو یہی وہ (بدنصیب) ہیں کہ ضائع ہوگئے ان کے عمل دنیا و آخرت میں اور یہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔ یہ آیت کریمہ مکہ کے مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اعمال تباہ ہونے کی شرط کفر پر موت ہے۔

۷۔آیت مبارکہ:

ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیهم غضب من الله ولهم عذاب عظیم o (۳۹)

ترجمہ: اور لیکن جن کے سینے کفر میں کھل گئے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ان تمام مذکورہ قرآنی آیات سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید نے ایک قوم کے لیے صرف دو راستے رکھے ہیں قتل یا قبول اسلام ،اور وہ قوم جس کے لیے یہ سخت حکم نازل ہوا ہے عقلاً اور نقلاً مرتد ہی ہوسکتا ہے۔ عقلا اس لیے کہ مرتد سے زیادہ سنگین جرم اور کسی فرد یا قوم کا نہیں ہے اس لیے یہ سخت حکم بھی اسی کا ہونا چاہیے اور نقلا اس لیے کہ قرآنی آیات سے ثابت ہے کہ اس قوم سے مراد بنو حنیفہ کے مرتدین ہیں۔

قتل مرتد کے ثبوت میں احادیث، آثار صحابہ اور اقوال تابعین:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال ، قال رسول الله ﷺ من بدل دینه فاقتلوه۔ (۴۰)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسے قتل کردو۔''

امام مالک روایت کرتے ہیں:

عن زید بن اسلم ان رسول الله ﷺ قال :من عید دینه فاضر بوا عنقه (۴۱)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اس کی گردن اڑادو''۔

حافظ الہیثمی امام طبرانی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

عن معاویه بن حیدة قال: قال رسول الله ﷺ من بدل دینه فاقتلوہ. رواہ الطبرانی ورجاله الثقات۔(۴۲)

حضرت معاویہ بن حیدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اسے قتل کردو۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔(۴۳) نیز اس کو امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔(۴۴)

آثار صحابہ:

عن حمید بن هلال ان معاذ بن جبل اتیٰ ابا موسیٰ وعندہ رجل یهودی فقال :ماھذ افقال! ھذا الیهودی اسلم ثم ارتد وقد استتابه ابو موسی شهدین قال: فقال معاذ! لا اجلس حتی اضرب عنقه،قضی الله وقضی رسوله (۴۵)

حمید بن ھلال کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوموسی کے پاس گئے ان کے پاس ایک یہودی شخص تھا حضرت معاذ نے کہا یہ کیا ہے؟انہوں نے کہا یہ ایک یہودی شخص تھا،مسلمان ہوا پھر مرتد ہوگیا۔حضرت ابوموسی اشعری نے دو ماہ تک اس کو توبہ کی مہلت دی۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے کہا میں جب تک اس کی گردن نہ اڑادوں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا۔یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی۔(۴۶)اور امام عبدالرزاق نے بھی روایت کیا ہے۔(۴۷)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن عبیدالله بن عبدالله بن عتبته عن ابیه قال:اخذ ابن مسعود قوما ارتدواعن الاسلام من اهل العراق فکتب فیهم الی عمر، فکتب الیه ان اعرض علیهم دین الحق وشهادة ان لا اله الا الله،فان قبلوھا فخل عنهم وان لهم یقبلوھا فاقتلهم، فقبلها بعضهم فترکه ولم یقبلها بعضهم فقتله۔(۴۸)

ترجمہ: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ نے عراق کے کچھ لوگوں کو

گرفتار کر لیا جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے تھے، حضرت ابن مسعودؓ نے ان کا حکم معلوم کرنے کے لیے حضرت عمرؓ کو خط لکھا، حضرت عمرؓ نے ان کو جواب لکھا کہ ان پر دین حق اور کلمۂ شہادت پیش کریں، اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کو چھوڑ دو اور اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان کو قتل کر دو، سو ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا ان کو حضرت ابن مسعودؓ نے چھوڑ دیا اور بعض نے اسلام قبول نہیں کیا تو ان کو قتل کر دیا۔

اقوال تابعین:

امام ابن شیبہ روایت کرتے ہیں:

''عن ابن عمر یقول یستتاب المرتد ثلاثا فان تاب ترک وان ابی قتل''۔(۴۹)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مرتد سے توبہ کے لیے تین بار کہا جائے اگر وہ توبہ کرے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اگر انکار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

ابن شھاب روایت کرتے ہیں:

یدعی الی اسلام ثلاث مرات فان ابی ضربت عنقه۔(۵۰)

ابن شھاب کہتے ہیں کہ مرتد کو تین بار اسلام کی دعوت دی جائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

ابی جریج روایت کرتے ہیں:

قال عطاء فی الانسان یکفر بعد اسلامه یدعی الی الاسلام فان ابی قتل۔(۵۱)

ابن جریج کہتے ہیں کہ عطاء نے کہا کہ جو انسان اسلام کے بعد کفر کرے اس کو اسلام کی دعوت دی جائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

کیا مرتد کو قتل کرنا آزادی فکر کے خلاف ہے:

بعض مخالفین اسلام اور مستشرقین قتل مرتد کے حکم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ حکم آزادی فکر اور حریت اعتقاد کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: شریعت نے فکر کو علی الاطلاق اور بے لگام نہیں چھوڑا۔ مثلاً اگر کسی شخص کا یہ نظریہ ہو کہ زنا کرنا اور چوری کرنا درست ہے تو کیا اس کو مسلمانوں کی لڑکیوں سے بدکاری کرنے اور مسلمان کے اموال چرانے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے گا؟ اور اگر کسی کا یہ نظریہ ہو کہ قتل کرنا درست ہے تو اس کو قتل کرنے کے لیے بے مہار چھوڑ دیا جائے گا، اور اگر ان اخلاقی مجرموں کو سزا دی جائے گی تو کیا یہ آزادی فکر اور حریت اعتقاد کے خلاف ہوگا؟

تمام دنیا کے ملکوں میں یہ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت وقت کے خلاف بغاوت کرے اور حکومت کو الٹنے اور انقلاب کے پروگرام بنائے تو ایسے شخص کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے پھر کیا ایسے شخص کو موت کی سزا دینا آزادی فکر اور حریت اعتقاد کے خلاف

نہیں ہے؟ جب کہ تمام دنیا میں باغیوں اور ملک کے غداروں کو موت کی سزا دی جاتی ہے اور جب ملک کے غدار کو موت کی سزا دینا حریت فکر اور آزادی رائے کے خلاف نہیں ہے تو دین کے غداز کو موت کی سزا دینا کیونکر آزادی رائے کے خلاف ہوسکتا ہے!

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں انصاف اور امن کے لیے آزادی رائے اور حریت فکر کو بے لگام اور بے مہار نہیں چھوڑا جاسکتا ،ورنہ کسی کی جان، مال، عزت اور آبرو کا کوئی تحفظ نہیں ہوگا،اس لیے ضروری ہے کہ فکر اور اعتقاد کے لیے حدود اور قیود مقرر کی جائیں اور ان حدود کا تقرر یا عقل محض سے ہوگا یا وحی الٰہی سے،اگر ان حدود کا تقرر عقل محض سے کیا جائے تو ان حدود میں غلطی ،خطاء،ظلم اور جور کا امکان ہے۔اس لیے ان حدود و قیود میں وحی پر اعتماد کرنا ہوگا اور یہ وحی الٰہی ہے جس نے مرتد کی سزا قتل کرنا بیان کی ہے،جیسا کہ ہم قرآن مجید احادیث صریحہ اور آثار صحابہ و تابعین سے واضح کر چکے ہیں(۵۲)۔

مرتد عورت کے احکام:

واما المرتدة فلا تقتل وقال الشافعي تقتل۔(۵۳)

ترجمہ: اور بہر حال مرتدہ تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔

تشریح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اسلام سے پھر گئی ہے تو احناف کے نزدیک اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

احناف کے دلائل:

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔عورتوں کے امتناع قتل کے حوالے سے محدثین کی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے۔

۱۔ حافظ ذیلعی امام طبرانی کی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

عن معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ قال له حين بعثه الى اليمن ايما جل ارتدعن الاسلام فادعه فان تاب فاقبل منه والم يتب فاضرب عنقه ويما امرأة ارتدت عن الاسلام فادعها فان تابت فاقبل منها وان ابت فاستتبها۔(۵۴)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا ''جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو اسلام کی دعوت دو اگر وہ توبہ کرے تو اس کا اسلام قبول کرلو،اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی گردن ماردو۔اور جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو دعوت دو،اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے پھر توبہ طلب کرو''۔

۲۔ امام محمد بن حسن شیبانی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس ؓ قال لا یقتل النساء اذا ارتدن عن الاسلام ویجبرن علیه(۵۵).

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا جب عورتیں اسلام سے مرتد ہو جائیں تو ان کو قتل نہ کیا جائے۔ ان کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے۔

۳۔ حضرت رباح بن ربیع بیان کرتے ہیں:

عن رباح بن ربیع قال : کنا مع رسول الله ﷺ فی غزاة وعلی مقدمة الناس خالد بن ولید فاذا امرأة مقتولة علی الطریق یعجبون من خلقها قداصابتها المقدمة فاتی رسول ﷺ فوقف علیها فقال :ها کانت هذه تقاتل ثم قال الرجل ادرک خالدا فلایتقلن ذریة ولا عسیفا۔(۵۶)

ترجمہ: حضرت رباح بن ربیع ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے اور مقدمۃ الجیش پر حضرت خالد بن ولید ؓ مامور تھے، راستہ میں ایک عورت قتل کی ہوئی پڑی تھی، لوگ اس کی خلقت پر اظہار تعجب کر رہے تھے، اس کو مقدمۃ الجیش نے قتل کیا تھا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ عورت تو جنگ نہیں کر رہی تھی! پھر ایک شخص سے فرمایا خالد سے کہو وہ بچے اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرے۔

امام خطابی نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جب عورت جنگ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور علامہ سرخسی نے کہا کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جب عورت جنگ نہ کرے تو اس کو قتل نہ کیا جائے خواہ کافر ہو یا مرتدہ (۵۷)۔

۴۔ لیث بیان کرتے ہیں:

عن لیث عن عطاء فی المرتدة قالاتقتل۔(۵۸)

ترجمہ: لیث بیان کرتے ہیں کہ عطاء نے مرتدہ کے بارے میں کہا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔

۵۔ حسن بصری نے کہا:

عن الحسن فی المرتدة ترتد عن الاسلام قال :لا تقتل تحبس(۵۹)

ترجمہ: حسن بصری نے کہا جو عورت اسلام سے مرتد ہو جائے، اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ قید کیا جائے گا۔

ان مذکورہ احادیث وآثار کے علاوہ ائمہ احناف کی طرف سے مندرجہ ذیل ائمہ کرام کی روایت کردہ احادیث کو بھی بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

مثال کے طور پر: امام بخاریؒ نے باب قتل النساء فی الحرب ص۴۲۳ ج ۲ پر، امام مسلمؒ نے باب تحریم قتل النساء والصبیان فی الحرب ص۱۹۰ ج ۱ پر، ''امام ابن ماجہ'' نے ص۱۰۹ پر ''ابوداؤد'' نے حضرت انس بن مالک سے کتاب

الجهاد باب فی دعاء المشرکین ص ۳۵۷ ج ا پر، لا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا ولا صغیرا ولا امرأة.

(بہت بوڑھے کو نابالغ لڑکے کو، کمسن بچے کو، عورت کو قتل نہ کرو) کے الفاظ سے حدیث نقل کی ہے۔

احناف کے ان تمام نقلی دلائل سے احناف کا مؤقف ثابت ہو گیا کہ مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو قید کیا جائے گا اور قبولیت اسلام پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر دعوت اسلام کے ہر دو طریقے ناکام ہو جائیں اور وہ مرتدہ اسلام قبول کرنے سے انکاری ہو تو اس کو دوبارہ قید خانہ میں بند کر دیا جائے گا۔

تاوقتیکہ وہ مرتدہ اسلام قبول کرے یا قید خانے میں اسے موت آ جائے۔ علامہ کرخی فرماتے ہیں کہ اسلام پیش کرتے وقت ہر بار کوڑے مارے جائیں گے۔ اور در مختار میں ہے کہ مرتدہ عورت کو اہل اسلام کے ساتھ نہ بیٹھایا جائے اور نہ کھانے کی اجازت دی جائے چنانچہ جیل میں مرتدہ عورت کو الگ تھلگ رکھا جائے (۶۰)۔

احناف کی قولی دلیل:

سزاؤں کے معاملے میں اگرچہ اصل بات یہ ہے کہ دارِ آخرت کے لیے تاخیر کی جائے لیکن دفع شر سے بچنے کے لیے ''اصل'' سے روگردانی کی گئی ہے جب کہ عورتوں میں باعتبار خلقت وفطرت لڑائی کا مادہ نہیں پایا جاتا۔ لہذا عورت کے قتل پر مبنی معاملے کو ''اصل'' سے روگردانی سے مستثنٰی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا ارتداد کی صورت میں شرک کی عدم صلاحیت کے پیش نظر مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (۶۱)

الغرض: کہ مرتدہ کو کوڑوں کی یا قید تنہائی کی سزا تو دی جاسکتی ہے لیکن مرتد مرد کی طرح مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

قال الشافعی: امام شافعی احناف کے مؤقف سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرتدہ عورت کو مرتد مرد کی طرح قتل کیا جائے گا۔

امام شافعی کی دلیل:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جس نے اپنا دین تبدیل کیا اسے قتل کرو'' چنانچہ مذکورہ فرمان رسول اکرم ﷺ میں مرد و زن کو مخصوص نہیں کیا گیا۔ لہذا عمومی حکم کے باعث مرتدہ عورت بھی مرتد مرد کی طرح قتل کی جائے گی۔ خون کا مباح کرنے کا سبب بعد از ایمان کفر ہے۔ لہذا مرد کی طرح یہی کفر مرتدہ عورت میں بھی بعد از ایمان پایا جاتا ہے۔

یہ تھے امام شافعیؒ کے دلائل۔ لیکن امام شافعی کے مذکورہ مستدلات محل نظر ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت اور بچے کو قتل نہ کرو۔

واضح رہے کہ مرتدہ عورت آزاد ہو یا لونڈی مذکورہ حکم میں دونوں برابر ہیں یعنی انہیں قتل کرنا غیر مفید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حربیہ عورت کو قتل نہیں کیا جاتا ہے جب کہ اس کے برعکس حربی مرد کو قتل کرنا مشروع ہے کیونکہ دین کے معاملہ میں خاص طور پر ''مرد''

خودمختار ہوتا ہے۔ کسی دوسرے شخص کی رائے پر عمل نہیں کرتا۔ لہذا مرد کی جانب سے قبول اسلام کی امید پر مبنی اقامت پائی جاتی ہے اس لئے مرتد مرد کے حق میں قتل کی مشروعت فائدہ مند ہے (۶۲)۔

چنانچہ مذکورہ فرق کے پیش نظر امام شافعی کی مستدلہ حدیث (جو اپنا دین تبدیل کرلے اسے قتل کردو) کو مرد پر محمول کیا جائے گا تاکہ دلائل پر عمل ہو سکے اور تناقص سے ''دلائل'' کو بچایا جا سکے۔

پس ثابت ہوا کہ احناف کا موقف راجح اور امام شافعی کی رائے مرجوح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس بحث کو مکمل کرنے کے بعد ''فتاوی عالمگیری'' کے حوالے سے ایک بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ ''مرتدہ عورت کو قتل کرنا جائز نہیں لیکن اگر کسی نے اسے قتل کر دیا تو قاتل پر کچھ نہ ہوگا اس واسطے کہ اس میں شبہ ہے کہ قاتل پر بالیقین قصاص وغیرہ ہوگا یا نہیں یا مرتدہ عدم قتل میں مشتبہ ہے (۶۳)۔

نابالغ سمجھدار بچوں کا اسلام قبول کرنا اور ارتداد قبول کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

وارتداد الصبحی الذی یعقل ارتداد عندابی حنیفة ومحمد ویجبر علی الاسلام و لا یقتل واسلامه اسلام لا یرث ابویه ان کانا کافرین و قال ابو یوسف ارتداده لیس بار تداد واسلامه اسلام۔ (۶۴)

ترجمہ: کم عقل مند بچے کا مرتد ہونا صحیح متصور ہوگا طرفین کے نزدیک اور اس کو اسلام پر مجبور کیا جائے گا اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اور اس کا مسلمان ہونا عین اسلام متصور ہوگا۔ اگر مرتد بچے کے والدین کافر ہیں تو اسلام لانے کی صورت میں وہ ان کی وراثت کا حقدار نہ ہوگا اور امام یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مرتد ہونا صحیح متصور نہ ہوگا البتہ اس کا اسلام لانا درست ہے''۔

اور امام زفر اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کا اسلام لانا درست ہے اور نہ مرتد ہونا درست۔ ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ اسلام میں اپنے والدین کے تابع ہے لہذا اس کو اصل نہیں قرار دیا جائے گا اور احناف کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ بچپن میں اسلام لائے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے اسلام کو صحیح قرار دیا۔

اور احناف کے نزدیک نابالغ مرتد بچے کو قتل نہ کیا جائے گا بلکہ قید خانہ میں محبوس رکھا جائے گا اور جبراً اسلام پیش کیا جائے گا اور بالغ ہونے تک اس کو قید میں رکھا جائے گا اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کی بیوی اس سے بائنہ ہو جائے گی لیکن باقی سزائیں اس پر نافذ نہیں ہوں گی کیونکہ وہ مکلف نہیں ہے۔ (۶۵)

قتل کے بعد مرتد کا حکم:

قتل کے بعد مرتد کو غسل نہ دیا جائے گا، اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے اور

مسلمان ورثاء اس کا مال تقسیم نہ کریں بلکہ اس کا پورہ ترکہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ جسے امت کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا۔(٦٦)
اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره ج انهم كفرو بالله ورسوله وماتوا وهم فسقون (٦٧).

ترجمہ: اوران میں سے اگر کوئی مر جائے تو جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑیں ہوں، انہوں نے اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا انکار کیا ہے اوراس حال میں مرے ہیں کہ اللہ کے حکم سے نکل چکے ہیں۔

مرتد کی مِلک کا حکم:

قال ويزول ملك المرتد عن امواله بردته زوالا مراعى فان اسلم عادت الى حالها عند ابى حنيفة وعند هما لا يزول ملكهه(٦٨).

ترجمہ: مُرتد کی مِلک مرتد کے مالوں سے اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے بزوال موقوف زائل ہو جائے گی پس اگر مسلمان ہو جائے تو لوٹ آئیں گے اس کے مال اپنے حال پر، یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔اور صاحبین کے نزدیک مرتد کی ملک زائل نہیں ہوگی۔

صاحبین کی دلیل:

صاحبین فرماتے ہیں کہ مرتد مکلف محتاج ہے لہذا قتل کئے جانے تک اس کی ملک اپنے حال پر باقی رہے گی جس طرح کہ وہ شخص جس پر رجم یعنی سنگسار اور قصاص کا حکم لگایا گیا ہو۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی دلیل:

امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ وہ حربی ہے جو ہمارے ہاتھوں میں مقبوض ہے تا کہ اس کو قتل کیا جائے اور قتل لڑائی کے بغیر نہیں ہوسکتا پس یہ واجب کرتا ہے کہ مرتد کی ملک اوراس کی مالکیت کے زائل ہونے کو۔مگر یہ کہ اس کو جبر کے ذریعہ اسلام کی طرف بلایا گیا ہے اوراس کا اسلام کی طرف لوٹنا مرجو بھی ہے پس ہم نے اس کے معاملہ میں توفیق کیا لہذا اگر مسلمان ہو گیا تو اس عارض کو کالعدم قرار دیا جائے گا ملک کے زوال کے زائل کے حق میں اور یہ ایسے ہو گیا جیسا کہ وہ مسلمان ہی رہا(٦٩)۔

مرتد کے مرنے یا قتل ہونے کے بعد حالت اسلام کی کمائی ورثہ کو ملے گی:

اگر کسی مرتد کو حالت ارتداد میں موت آ گئی یا وہ مرتد بوجہ ارتداد قتل کیا گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے موقف کے بموجب حالت

اسلام میں بذریعہ اکتساب (کمائی) حاصل شدہ مال مسلمان ورثہ کو بطور وراثت ملے گا جب کہ حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال ''مال غنیمت'' متصور ہوگا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی دلیل:

اسلام کی حالت میں کمایا ہوا مال ارتداد سے کچھ پہلے کی طرف مستند ہوگا اور اسلام کے اکتساب کو اس طرح مستند کرنا ممکن ہے اس لیے کہ وہ (حالت اسلام میں کمایا ہوا مال) ارتداد سے قبل موجود ہے۔ جب کہ بحالت ارتداد (مرتد ہونا) بذریعہ اکتساب حاصل شدہ مال کو اس طرح مستند کرنا ممکن نہیں۔ کیونکہ وہ (بحالت ارتداد کا مال) قبل از ارتداد موجود نہیں۔ اور جس چیز کے زوال کا سبب موجود ہو اس کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ لہذا بحالت ارتداد کمایا ہوا مال ایسا مال ہے جس کا کوئی مالک نہیں۔ اس لیے وہ مال ''مال غنیمت'' متصور ہوگا۔

صاحبین کی دلیل:

صاحبین فرماتے ہیں کہ حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال حالت اسلام کی کمائی کی طرح میراث متصور ہوگا۔ کیونکہ حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال اس مرتد کی ملکیت میں ہے اور ملکیت کے اہل شخص کی طرف سے ایسی شے کے بارے میں سبب موجود ہے جو ملکیت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ مرتد مالک بننے کا اہل ہے۔ اور مالک بننے کی صلاحیت ''حریت'' سے ہوتی ہے اور ارتداد آزادی کے منافی نہیں یہی وجہ ہے کہ مرتد کو غلام نہیں بنایا جاتا ہے۔ لہذا مال پر مرتد کی ملکیت مستحق ہے پس اس کی موت کی صورت میں یا ایسی صورت میں جو مرتد کی موت کے مترادف ہو تو اس صورت میں مرتد کی ملکیت اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہوگی۔

امام شافعیؒ:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مرتد کا کمایا ہوا مال بصورت موت یا قتل مال غنیمت متصور ہوگا خواہ وہ مال حالت اسلام میں کمایا ہو یا حالت ارتداد میں کیونکہ مرتد کو حالت کفر میں موت واقع ہوئی ہے چنانچہ یہ مال ایسے حربی کے مال جیسا ہوگا جس کے لیے امان نہیں ہے۔ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ لہذا مرتد کا کمایا ہوا مال دونوں حالتوں میں (اسلام وارتداد) میں ''مال غنیمت'' ہو جائے گا۔

امام صاحب کے موقف کی ترجیح:

مرتد کے کمائے ہوئے مال کے بارے میں صاحبین کا موقف ہو یا امام شافعی کی رائے، امام ابوحنیفہ کے موقف کے مدمقابل مرجوع ہیں کیونکہ مرتد کے مال پر زوال ملکیت کا تحقق بوقت ارتداد متحقق ہوتا ہے۔ چنانچہ مرتد نے بحالت اسلام اور قبل از ارتداد جو مال بذریعہ اکتساب حاصل کیا وہ مسلمان ورثاء کے لیے میراث متصور ہوگا (۷۰)۔

مرتدہ کی کمائی اس کے ورثا کو ملے گی:

والمرتدة کسبھا لور ثتھا لانہ لا حراب منھا فلنم یوجد سبب الفئی بخلاف المرتد عندابی حنیفة۔(۷۱)

ترجمہ: اور مرتدہ کی کمائی مرتدہ کے وارثوں کے لیے ہوگی اس لیے کی اس کی جانب سے لڑائی متصورہ نہیں ہے لہذا فے کا سبب نہ پایا گیا بخلاف مرتد کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک:

تشریح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت مرتد ہوگئی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرتدہ عورت کا کمایا ہوا مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا کیونکہ:

جب بھی کسی کے مال کو بطور غنیمت متصور کیا جاتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے جیسا کہ مرتد کے مال کو غنیمت قرار دینے میں یہ سبب موجود ہے کہ وہ (مرتد) اپنے مال کی قوت استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائے یا ذاتی طور پر اسلام کے خلاف مختلف حربے وہتھکنڈے استعمال کر کے نقصان پہنچانے کے عمل میں کوشاں رہے۔لیکن وہ مرتدہ چونکہ بنیادی طور پر ناقص وکمزور ہے۔ چنانچہ عورت کی بنیادی کمزوری ونقص کا تقاضا یہ ہے کہ اس مرتدہ سے جنگ وجدال کا اندیشہ نہ کیا جائے چونکہ مرتدہ عورت کی طرف سے لڑائی کا اندیشہ نہیں اس لیے اس کے مال کو فے قرار دینے کا کوئی سبب نہ پایا گیا۔لہذا مرتدہ کا مال بطور غنیمت اور فئی کے بیت المال میں جمع نہ ہوگا بلکہ ورثا کو ملے گا۔لہذا اسی بناء پر عورت کی وراثت کا استحقاق اس یعنی مرتدہ کے ورثا کو حاصل ہے۔(۷۲)

حالت مرض میں عورت مرتد ہو جائے تو مسلمان خاوند وارث ہوگا:

ویدثھا زوجھا المسلم ان ارتدت وھی مریضة لقصدھا ابطال حقہ وان کانت صحیحة لا یرثھالا نھا لا تقل فلم یتعلق حقہ بما لھا بالردة بخلاف المدثر (۷۳).

ترجمہ: اگر مرض کی حالت میں مرتد ہوئی تو اس کا مسلمان خاوند اس کا وارث ہوگا مرتد کے شوہر کے حق کو باطل کرنے کے قصد کی وجہ سے اور اگر مرتدہ ردت کے وقت تندرست ہو تو اس کا زوج اس کے مال کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مرتدہ کو قتل نہیں کیا جاتا لہذا ردت کی وجہ سے مرتدہ کے مال کے ساتھ زوج کا حق متعلق نہ ہوگا بخلاف مرتد کے"۔

تشریح:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت حالت مرض میں مرتدہ ہو کر مرگئی تو اس کا خاوند اس کا وارث ہوگا۔ کیونکہ دریں صورت

مرتدہ عورت نے اپنی وراثت میں سے اپنے مسلمان شوہر کا استحقاق باطل کرنے کا قصد کیا ہے۔اگر مرتدہ نے تندرستی کی حالت میں ارتداد قبول کیا تو اس صورت میں مرتدہ کا مسلمان شوہر اپنی مرتدہ بیوی کی وراثت کا حقدار نہ ہوگا۔کیونکہ عورت ہونے کے ناطے ترک اسلام کا ارتکاب کرنے کے باوجود اسے (مرتدہ کو) قتل نہیں کیا جاتا لہذا بوجہ ارتداد وعدم قتل کے مرتدہ عورت کے مال کے ساتھ مسلمان خاوند کا حق متعلق نہیں ہے۔(۷۴)۔

مرتد مقروض کا قرض کس طرح ادا کیا جائے گا:

وتقضى الديون التي لذمته في حال الاسلام مما اكتسبه في حال الاسلام ومالذمته في حال ردته من الديون تقضى مما اكتسبه في حال ردته۔(۷۵)

ترجمہ: اور ادا کیا جائے گا ان قرضوں کو جو اس کو حالت اسلام میں لازم ہوئے اس کمائی سے جو اس نے حالت اسلام میں کمائی اور جو قرضے اس کو مرتد ہونے کی حالت میں لازم ہوئے ان کو اس کمائی سے ادا کیا جائے جو اس نے مرتد ہونے کی حالت میں کمایا۔

تشریح:

اس عبارت میں مصنف علامہ مرتد کے قرضوں کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ سے تین روایتیں منقول ہیں:

پہلی روایت:

پہلی روایت (بروایت امام زفر) کے مطابق حالت اسلام میں حاصل شدہ مال سے واجب الاداہوں گے اور حالت ارتداد میں حاصل شدہ مال سے ادا کیے جائیں گے۔

دوسری روایت:

امام ابوحنیفہؒ کی دوسری روایت (بروایت حسن بن زیاد) کے مطابق قبل ازیں حالت اسلام سے حاصل شدہ مال سے ادا کیے جائیں گے۔یعنی شروع حالت اسلام والی کمائی سے کیا جائے گا اس کے بعد کم پڑنے کی صورت میں حالت ارتداد سے حاصل شدہ مال میں سے مرتد کے قرضہ جات ادا کیے جائیں گے۔

تیسری روایت:

امام صاحب کی تیسری روایت (بروایت امام ابویوسف) کے مطابق پہلے حالت ارتداد کے اکتساب سے قرضہ جات ادا کرنے کی ابتداء کی جائے گی اور ناکافی ہونے کی صورت میں حالت اسلام سے حاصل شدہ مال میں سے اس مرتد کے قرضے ادا کیے جائیں گے(۷۶)۔واللہ اعلم بالصواب۔

حاصل کلام:

جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے اس کے بارے میں قرآن پاک، حدیث نبوی ﷺ، آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے واضح حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور قتل کرنے سے پہلے مرتد کو تین دن کی مہلت دینا اور اس کو اسلام کی دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے لیکن اگر کسی نے تین دن مہلت کے دوران قتل کر دیا تو اس (یعنی قتل کرنے والے) پر دیت اور قصاص وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔

اور اگر عورت مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جائے گا البتہ اسے جیل میں قید کر دیا جائے گا اور اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لے یا اسے موت آ جائے اور اسی طرح نابالغ سمجھدار مرتد بچے کو بھی قید میں رکھا جائے گا اور اسلام لانے پر جبر کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ مرتد کو قتل کرنے کے بعد غسل نہ دیا جائے گا اور نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کیا جائے اور مسلمان ورثا اس کا مال تقسیم نہ کریں بلکہ اس کا پورہ ترکہ مسلمانوں کے لیے ہوگا۔ اور مرتد کی ملک اس کے قبضے سے زائل ہو جاتی ہے لیکن اسلام لانے کے بعد وہ اپنے مال کا دوبارہ مالک بن جاتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ عمل ارتداد بہت بڑا جرم ہے اسی لئے اسلام میں اس کی سزا بھی سخت ترین مقرر کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے (آمین)

والحمد للہ رب العالمین

والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ

حوالہ جات:

۱۔ تاج العروس شرح القاموس، سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۴۰۵،۲/ ۳۵۱، (مطبوعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۶۔)

۲۔ فتاوی عالمگیری (جدید اردو)، مولانا سید امیر علی، ۳/ ۴۳۹، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن۔)

۳۔ فتاوی عالمگیری، ۳/ ۴۴۰۔

۴۔ حوالہ سابقہ

۵۔ حوالہ سابقہ

۶۔ حوالہ سابقہ

۷۔ فتاوی عالمگیری، ۳/ ۴۴۸۔

۸۔ فتاوی عالمگیری، ۳/ ۴۵۰۔

۹۔ فتاوی عالمگیری، ۳/ ۴۵۳

۱۰۔ منہاج المسلم (اردو)، ابوبکر جابر الجزائری، باب: ۵/ ۷۵۹، (دارالسلام پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۲ء۔)

۱۱۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، علامہ علامہ علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود متقی ۵۸۷ء (شرکتہ المطبوعات العلمیہ، مصر، ج ۷، ۱۳۲۸ء) ص ۱۳۲۔

☆ الدرالمختار فی شرح تنویر الابصار، مفتی محمد علاؤ الدین (ج ۳ س ن) ص ۳۱۰۔

۱۲۔ جامع ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، باب ۹۸۴/ ۱۴۸۹، (مکتبہ العلم، اردو بازار، لاہور، س ن)

۱۳۔ المغنی مع الشرح، علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (مطبوعہ دارالفکر بیروت، ج ۱۰، ۱۴۰۴ھ) ص ۷۲ تا ۷۳۔

۱۴۔ النساء: ۴/ ۱۳۷۔

۱۵۔ موطا امام محمد، امام محمد بن حسن الشیبانی/ ۸۶۷ (مکتبہ حسان، کراچی)

۱۶۔ المبسوط، شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی، ۱۰/ ۹۸، (مطبوعہ بیروت الطبعہ ثالثہ ۱۳۹۸ھ۔)

☆ ھدایہ اولین، علامہ برھان الدین المرغینانی/ باب احکام المرتدین (مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔)

☆ منتقی الاخبار (اردو)، امام ابن تیمیہ، مترجم مولانا محمد داود راغب رحمانی ۲/ ۵۶۴، (دارالدعوۃ السلفیہ، لاہور، ۱۹۸۲ء۔)

☆ فتاوی عالمگیری، ۳/ ۴۳۴)

۱۷۔ اشرف الھدایہ، مولانا جمیل احمد سکروڑوی، ۷/ ۳۲۸، (مکتبہ امدادیہ، ملتان۔)

۱۸۔ ھدایہ اولین/ ۵۸۴۔

۱۹۔ حوالہ سابقہ

۲۰۔ موطا امام محمد (مترجم)، امام محمد بن حسن الشیبانی، مترجم محمد حسین صدیقی/ ح ۸۶۷ (مکتبہ حسان، کراچی س ن۔)

۲۱۔ توبہ: ۹/ ۵۔

۲۲۔ سنن ابوداود (اردو) مترجم، علامہ وحید الزمان، ۳/ ۳۷۸، (خالد احسان پبلیشرز، لاہور س ن۔)

۲۳۔ النساء:۴/۱۳۷۔
۲۴۔ اشرف الھدیہ،۷/۳۲۹۔
۲۵۔ آل عمران:۳/۱۹۔
۲۶۔ آل عمران:۳/۸۵۔
۲۷۔ اشرف الھدایہ:۷/۳۳۲۔
۲۸۔ الفتح:۴۸/۱۶۔
۲۹۔ شرح صحیح مسلم،مولانا غلام رسول سعیدی،۴/۲۶۳،(فرید بک سٹال اردو بازار،لاہور۔)
۳۰۔ المائدہ:۵/۵۴۔
۳۱۔ الکشاف،جاراللہ محمود بن عمر زمخشری:۱/۶۴۴،(مطبوعہ نشر البلاغہ،ایران،۱۴۱۳ء۔)
۳۲۔ النساء:۴/۱۳۷۔
۳۳۔ ضیاء القرآن،پیر محمد کرم شاہ الازہری،۱/۴۴،(ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور۔)
۳۴۔ آل عمران:۳/۸۶۔
۳۵۔ تفہیم البخاری شرح بخاری،مولانا غلام رسول رضوی،۱۰/۴۲۴،(عبدالحمید الجدہ پرنٹرز،اردو بازار،لاہور۔)
۳۶۔ آل عمران:۳/۱۰۰۔
۳۷۔ ضیاء القرآن،۱/۲۵۶ تا ۲۵۷۔
۳۸۔ البقرۃ:۲/۲۱۷۔
۳۹۔ النحل:۱۶/۱۰۶۔
۴۰۔ صحیح بخاری،۲/۱۰۲۳۔
۴۱۔ موطا امام مالک،امام مالک بن انس،ص۶۴۱،(مطبوعہ مطبع مجتبائی ،لاہور،پاکستان۔)
۴۲۔ مجمع الزوائد،حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی ،۲/۲۶۱،(دار الکتب العربی بیروت،طبعہ ثالثہ،۱۴۰۲ھ۔)
۴۳۔ المصنف،حافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ،۱۰/۱۳۹،(دار القرآن کراچی،طبعہ اولی ۱۴۰۶۔)
۴۴۔ المصنف،حافظ عبدالرزاق ۱۰/۱۶۸،(مکتبہ اسلامی بیروت،طبعہ اولی ۱۴۰۹ھ۔)
۴۵۔ المصنف،حافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ،۱۰/۱۶۸۔
۴۶۔ سنن کبری،حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ،۸/۲۰۵،(نشر السنۃ ملتان)
۴۷۔ المصنف،۱۰/۱۶۸۔
۴۸۔ المصنف،۱۰/۱۶۸۔
۴۹۔ المصنف،۱۰/۱۳۸۔
۵۰۔ المصنف،۱۰/۱۳۸۔
۵۱۔ شرح صحیح مسلم،۴/۶۶۵۔

۵۲۔ ھدایہ اولین،۵۸۴۔
۵۳۔ نصب الرایہ، حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف حنفی،۳/ ۴۵۷، (مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، طبعۃ اولی ۱۳۵۷ھ۔)
۵۴۔ کتاب الآثار، امام محمد بن حسن الشیبانی،۱۲۸/ (دار القرآن، طبعہ اولی ۱۴۰۷۔)
۵۵۔ مسند ابویعلی، حافظ احمد بن علی التمیمی،۱۵۱، (دار المامون تراش، بیروت طبعۃ اولی ۱۴۰۴۔)
۵۶۔ شرح صحیح مسلم:۴/ ۶۶۲۔
۵۷۔ المصنف:۱۰/ ۱۴۰۔
۵۸۔ حوالہ سابقہ
۵۹۔ اشرف الھدایہ،۷/ ۳۳۴۔
۶۰۔ اشرف لھدایہ،۷/ ۳۳۴
۶۱۔ اشرف الھدایہ،۷/ ۳۳۵ تا ۳۳۶۔
۶۲۔ فتاوی عالمگیری،۳/ ۴۳۵
۶۳۔ ھدایہ، اولین/ ۵۹۰۔
۶۴۔ اشرف الھدایہ:۷/ ۳۷۲۔
☆ فتاوی عالمگیری:۳/ ۴۳۵۔
☆ منتقی الاخبار،۲/ ۵۶۹۔
☆ شرح صحیح مسلم،۴/ ۶۵۷۔
۶۶۔ منھاج المسلم / ۷۵۷۔
۶۷۔ التوبہ:۹/ ۸۴۔
۶۸۔ الھدایہ/ ۵۷۵۔
۶۹۔ الھدایہ/ ۵۷۵۔
۷۰۔ اشرف الھدایہ،۷/ ۳۴۱۔
۷۱۔ الھدایہ/ ۵۷۶۔
۷۲۔ اشرف الھدایہ،۷/ ۳۴۳۔
☆ فتاوی عالمگیری:۳/ ۴۳۶۔
۷۳۔ الھدایہ/ ۵۷۶۔
۷۴۔ اشرف الھدایہ،۷/ ۳۴۴۔
☆ فتاوی عالمگیری،۳/ ۴۳۷۔
۷۵۔ ھدایہ (اولین)/ ۵۷۶۔
۷۶۔ اشرف الھدایہ۔۷/ ۳۴۹۔

مصادر و مراجع

۱۔ قرآن مجید۔

۲۔ تفسیر ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، جلد اول، (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

۳۔ تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، ج/۳ (فرید بک سٹال، لاہور۔)

۴۔ الجامع الصحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، (قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔)

۵۔ تفہیم البخاری شرح صحیح بخاری، علامہ غلام رسول رضوی، (تفہیم البخاری پبلیکیشنز، فیصل آباد۔)

۶۔ صحیح بخاری (اردو) مولانا محمد داود رازؒ جلد ۸/ (مکتبہ قدوسیہ اردو بازار، لاہور۔)

۷۔ شرح صحیح مسلم، مولانا غلام رسول سعیدی، جلد ۴/ (فرید بک سٹال، لاہور۔)

۸۔ السنن ابوداود (مترجم) علامہ وحید الزمان، جلد ۳/ (خالد احسان پبلیشرز، لاہور۔)

۹۔ موطا امام محمد (مترجم) مولانا محمد حسین صدیقی صاحب۔ (مکتبہ حسان۔)

۱۰۔ جامع ترمذی شریف (مترجم) جلد ۱/ مولانا ناظم الدین، (مکتبۃ العلم، اردو بازار، لاہور۔)

۱۱۔ مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مفتی احمد یار خان نعیمی، جلد ۵/ (ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔)

۱۲۔ مشکوۃ المصابیح (اردو) جلد ۳/ مولانا محمد صادق خلیلؒ، (مکتبہ محمدیہ، اردو بازار، لاہور۔)

۱۳۔ منتقی الاخبار (اردو) حدیقۃ الازہار، جلد ۲/ (دار الدعوۃ السّلفیہ، لاہور۔)

۱۴۔ طحاوی شریف (اردو) جلد ۳/ علامہ محمد صدیق ہزاروی، (مطبع ھاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور۔)

۱۵۔ الھدایہ، اولین، برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی، (مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔)

۱۶۔ اشرف الھدایہ (شرح ھدایہ)، شایہ، جلد ۷/ مولانا جمیل احمد سکروڈوی، (مکتبہ امدادیہ، ملتان۔)

۱۷۔ فتاوی عالمگیری (جدید اردو) جلد ۳/ مولانا سید امیر علی، (مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔)

۱۸۔ منھاج المسلم (اردو) مترجم مولانا محمد رفیق الاثری، (دار السلام، لاہور۔)

۱۹۔ قضیۃ الرسول (اردو) ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی، مدینہ یونیورسٹی، (ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور۔)

۲۰۔ حدود و تعزیرات، محمد عمار خان ناصر، (المورد، ماڈل ٹاؤن لاہور۔)